Fikr-o-Nasar (Islamabad) 23:3 (1986)

فکرونظر، جلد ۲۳، شمارہ ۳ (۱۹۸٦ء)، ادارہ تحقیقات اسلامی ، اسلام آباد، پاکستان.

حیلہ کی شرعی حیثیت

احمد حسن

تمام فقہاء کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ شرعی احکام سے گریز کے لئے حیلوں کا استعمال ناجائز ہے۔ احناف کے یہاں ھمیں حیلوں کے استعمال کا جواز ملتا ہے ۔ امام محمد بن الحسن کی طرف اس موضوع پر ایک کتاب بھی منسوب ہے۔ خصّاف نے بھی حیل پر ایک کتاب لکھی ہے۔ ان حیلوں سے فقہاء احناف کی مراد وہ حیلے نہیں ھیں جن سے شرعی احکام باطل ہو جاتے ھیں اور وہ مصالح فوت ہو جاتی ھیں جن کے لئے یہ احکام دیئے گئے ھیں ۔ بلکہ ان حیلوں کا مقصد وہ راستے اور وہ وسیلے تلاش کرنا ہے جن سے یہ مصالح پورے ہوں ۔ نہ کہ شرعی احکام کی خلاف ورزی ہو ۔

امام شاطبی نے حیلہ کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے : تقدیم عمل ظاهر الجواز لابطال حکم شرعي و تحويله في الظاهر الى حكم آخر۔ فمآل العمل فيها خرم قواعد الشريعة في الواقع ، كالواهب ماله عند رأس الحول فرارا من الزكاة فان اصل الهبة على الجواز ، ولو منع الزكاة من غير هبة لكان ممنوعا ، فان كل واحد منهما ظاهرامره في المصلحة اوالمفسدة ، فاذا جمع بينهما على هذا القصد صار مآل الهبة المنع من الزكاة ، و هو مفسدة ، ولكن هذا بشرط القصد الى ابطال الاحكام الشرعية » (۱) ترجمہ : کسی شرعی حکم کو باطل کرنے کے لئے کسی ایسے عمل کو جو ظاہری طور پر جائز ہو مقدم کرنا اور ظاہر میں اس کو کسی دوسرے حکم کی طرف پھیر دینے کو حیلہ

کہتے ہیں ۔ اس عمل کو مقدم کرنے کا نتیجہ فی الحقیقت شرعی قواعد کو توڑنا ہے۔ جیسے کوئی شخص زکوٰۃ سے بچنے کے لئے سال کے آخر میں اپنا مال کسی دوسرے شخص کو ہبہ کر دے ۔ شریعت میں اصولی طور پر ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر مال کو بغیر ہبہ کئے ہوئے زکوٰۃ ادا نہ کرتا تو یہ اس کے لئے ناجائز و ممنوع تھا ۔ اب ان دونوں کاموں میں سے ظاہری طور پر ایک میں (یعنی ہبہ میں) مصلحت ہے اور دوسرے (یعنی زکوٰۃ نہ دینے میں) مفسدہ (خرابی) ۔ جب اس نے اس مقصد کے لئے ان دونوں کو جمع کیا، تو اس ہبہ کا نتیجہ زکوٰۃ کو روکنا ہوا اور یہ مفسدہ ہے۔ لیکن یہ اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس کا مقصد شرعی احکام کو باطل کرنا ہو ۔

اس تعریف کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحیل یا حیلہ ایسا سبب یا ایسا وسیلہ اختیار کرنا ہے جو ظاہر میں صحیح ہو ، اور اس کا مقصد شرعی احکام سے گریز ہو۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو فرض کیا ہے اور کچھ کو حرام کیا ہے۔ یہ فرضیت یا حرمت یا تو مطلق ہے ، یعنی بغیر کسی قید یا سبب کے ہے، جیسے فرضیت نماز ، روزہ ، حج ، اور زنا ، سود، قتل اور دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کی حرمت۔ یا یہ فرضیت و حرمت کسی سبب کے نتیجہ میں مرتب ہوتے ہیں ، یا کسی شرط پر موقوف ہیں ۔ جیسے زکوٰۃ ، کفارات اور شریک کے لئے شفعہ کا واجب کرنا یا تین طلاق کے بعد بیوی کا حرام ہونا ، غصب شدہ مال سے نفع حاصل کرنا، اور مال مسروقہ سے فائدہ اٹھانے کی حرمت وغیرہ ۔ جب کوئی شخص کسی ایسے کام کا ارتکاب کرے جو شریعت میں ظاہری طور پر جائز ہو ، اور اس سے اس کا مقصد اپنے ذمہ سے اس فعل کی فرضیت کو ساقط کرنے کے لئے ایک ذریعہ بنانا ہو ، یا حرام فعل کو اس کے ذریعہ سے حلال بنانا ہو ، اس طرح کہ وہ فرض ظاہر میں اس

پر فرض نہ رہے، یا وہ حرام فعل اس پر ظاہر میں حلال ہو جائے ، تو ایسے وسیلہ یا ذریعہ کو حیلہ یا تحیل کہتے ہیں۔

شارع نے سود کو حرام کیا ہے۔ اگر حیلہ کرنے والا شخص اس حرام فعل کو حلال بنائے تو وہ ایسے فعل کو اس کا ذریعہ بنائے گا جو ظاہر میں حلال ہو۔ مثلاً وہ کوئی چیز دس روپے میں نقد بیچتا ہے اور بیس روپے میں ادھار یہ حرام ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ عقد بیع کرتا ہے اور اس چیز کی قیمت دس روپیے بتاتا ہے۔ پھر اس کو بیس روپیے مین ادھار بیچدیتا ہے۔ اس عمل کو حیلہ یا تحیل کہتے ہیں۔ کیونکہ ایسے عمل کو جو ظاہر میں جائز تھا ، یعنی عقد بیع ، ایک شرعی حکم کو باطل کرنے کے لئے ذریعہ بنایا ، وہ یہ ہے کہ حرام فعل کو اس نے حلال صورت میں ظاہر کیا۔

شارع نے صاحب حیثیت شخص پر حج فرض کیا ہے۔ اگر کوئی شخص حج سے بچنے کے لئے مال خرچ کر دے یا کسی کو ھبہ کر دے تو یہ بھی ایک حیلہ ہو گا۔ یہ بھی ایک حکم شرعی کو باطل کرنا ہے۔ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے کوئی شخص آخر سال میں مال کسی کو دیدے یا متفرق مال کو جمع کر دے یا اسی مقصد سے اکٹھے مال کو الگ الگ کر دے جو نصاب زکوٰۃ سے کم ہو جائے ، تو اس کو بھی حیلہ تصور کیا جائے گا۔

شاطبی کی اس تعریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حیلہ کی تعریف میں وہ ناجائز اور حرام فعل داخل نہیں ہیں جن کو شرعی احکام کو باطل کرنے کا ذریعے بنایا جائے۔ اگرچہ ان کی ممانعت حیلہ سے بھی زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ اس صورت میں حرمت اور گناہ دونوں فعل اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یعنی جو ذریعہ اختیار کیا ہے وہ بھی حرام ہے اور جو مقصد ہے وہ بھی گناہ ہے۔ مثلاً کوئی شخص نماز سے بچنے کے لئے نماز کے وقت میں شراب پی لے تاکہ مدھوشی کے سبب اس پر نماز

فرض نه هو تو یہاں وسیله اور قصد دونوں کے لحاظ سے دو گناہ اکٹھے هو گئے ۔ شراب پینا اور نماز کو ساقط کرنا ۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرنا چاھے اور اس کا طریقه یه اختیار کرے که قاضی کے سامنے دو جھوٹے گواہ پیش کرے که اس نے اس عورت کے ساتھ اس کی مرضی سے نکاح کر لیا ہے اور قاضی بھی اس کے حق میں فیصله دیدے تو اس صورت میں دو حرام فعل اکٹھے ہو جائیں گے اول جھوٹی گواھی ۔ دوسرے اس کا قصد زنا ۔ (۲)

شریعت میں ان حیلوں کی ممانعت ہے جن کا مقصد کسی فرض کو ساقط کرنا ، یا کسی کے حق کو باطل کرنا هو اور شریعت کی رو سے وہ ذریعه یا وسیله بھی جائز هو ۔ اب یہاں دو صورتیں اور هیں ۔ اپنا حق حاصل کرنے یا ظلم کو رفع کرنے کے لئے کوئی ایسا حیله اختیار کرنا جو شریعت میں جائز هو ۔ یا کوئی ایسا حیله اختیار کرنا جو شریعت میں جائز نه هو ۔ پہلی صورت حیل کی قسم میں داخل نہیں ہے ۔ اس کی سب کے نزدیک اجازت ہے ۔ دوسری صورت میں ناجائز ذریعه اختیار کرنے کے سبب وہ گنہگار هوگا ۔ هم ان دونوں کی مثالیں علیحدہ علیحدہ بیان کرتے هیں ۔

اپنا حق حاصل کرنے یا ظلم کو رفع کرنے کے لئے کوئی جائز حیله اختیار کرنا : اگر کسی شخص کا کسی ایسے غریب آدمی پر قرض هو جو زکوٰۃ کا مستحق هو ، اور قرض خواہ اس قرض کو اس فقیر سے ساقط کرنا چاھتا هو ، تو وہ اس کی زکوٰۃ میں سے کاٹ سکتا ہے ۔ حالانکه فقہی قواعد اس سے مانع هیں ۔ کیونکه زکوٰۃ نکالتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنی ضروری ہے ۔ اس صورت میں نه زکوٰۃ نکالنا ہے اور نه نیت ہے ۔ صرف یه قصد کرنا ہے که قرض کی مقدار کے برابر زکوٰۃ کی رقم اس فقیر کو دی ۔ پھر اس مقروض سے وہ رقم لے لی ۔ اس حیله سے یه قرض وصول هو سکتا ہے ۔ (۳)

دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو کچھ مال مضاربت پر دیتا ہے۔ لیکن اس مضارب سے اس کو مال میں خیانت کرنے یا مال تلف کرنے یا دھوکا دینے کا ڈر ہے۔ اس مضاربت کی صورت میں اس مضارب کی بات ماننی ہو گی کیونکہ وہ امین ہے۔ اور امین ضامن نہیں ہوتا۔ اب یا تو وہ مضاربت نہ کرے۔ اس میں اس کا نقصان ہے۔ اگر مضاربت کرتا ہے تو مال کا ضیاع ہے۔ اس لئے وہ اپنے مال کی حفاظت کے لیئے یہ حیلہ نکالتا ہے کہ وہ مال اس کو قرض دیدیتا ہے۔ اور اس میں سے ایک درھم میں وہ شریک ہو جاتا ہے، اس شرط پر کہ وہ دونوں کام کریں گے۔ اور نفع میں حصہ دار ہوں گے۔ نفع کی صورت میں معاھدہ کے مطابق دونوں نفع میں شریک ہوں گے۔ نقصان کی صورت میں سرمایہ کے مطابق نقصان میں شریک ہوں گے۔ رب المال ایک درھم کے بقدر نقصان میں شریک ہوگا اور مضارب پورے سرمایہ کے بقدر، کیونکہ مضارب نے رب المال سے یہ مال قرض لیا تھا۔ (۳)

ان دونوں صورتوں میں مقصود اپنا حق وصول کرنا یا حق کو محفوظ کرنا ہے۔ ان میں کسی کے حق کو ساقط کرنا یا کسی واجب کو باطل کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس کے لئے جو ذریعہ اختیار کیا ہے وہ شرعاً جائز ہے۔ اس لئے ایسے حیلہ کی اجازت ہے۔ اگرچہ امام شاطبی کی حیلہ کی تعریف میں یہ صورتیں نہیں آتیں۔ لیکن ابن القیم نے اس قسم کی صورتوں کو بھی حیلہ میں داخل کیا ہے۔

اب ہم وہ مثالیں دیتے ہیں جن میں دفع ظلم یا حق وصول کرنے کے لئے غیر شرعی حیلہ اختیار کیا گیا ہو۔ امام شاطبی کے نزدیک یہ فعل بھی حیلہ میں داخل نہیں ہے۔

ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہے۔ لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ مقروض قرض سے منکر ہے۔ اس مقروض نے

اپنی کوئی چیز اس قرض دینے والے کے پاس امانت بھی رکھوائی تھی۔ اس کی قیمت اس قرض کی رقم کے برابر ہے۔ اگر مقروض اپنی امانت واپس مانگے اور قرض دینے والا اپنا قرض وصول کرنے کے لئے اس امانت کو نہ دے تو یہ ایک حیلہ ہے۔ حالانکہ امانت کا لوٹانا ضروری ہے۔ یہاں صاحب حق نے جو حیلہ اختیار کیا ہے اس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنا اور کسی کے حق کا انکار کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔

ایک عورت کا اپنے خاوند پر قرض ہے۔ لیکن اس قرض کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ خاوند جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ اپنے قرض کا مطالبہ کرتی ہے۔ لیکن وہ اس قرض کا انکار کر دیتا ہے اور اس کو ادا نہیں کرتا ۔ اپنا حق وصول کرنے کے لئے وہ عورت یہ حیلہ کرتی ہے کہ جھوٹ بول کر عدت کی مدت کو طول دیتی ہے اور خاوند سے کہتی ہے کہ اس کی عدت ابھی ختم نہیں ہوئی تاکہ خاوند کے گھر رہکر وہ اپنے قرض کی مقدار کے برابر رقم وصول کر لے ۔ اس مثال میں بھی مقصد تو جائز ہے۔ لیکن جو ذریعہ اختیار کیا گیا ، یعنی جھوٹ ، وہ ناجائز ہے۔ امام ابن القیم نے اس کو بھی حیلہ میں داخل کیا ہے۔ ان کے نزدیک وسیلہ و ذریعہ کی حد تک وہ گنہگار ہوگا ، مقصود میں نہیں (٥)۔ اور اس کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں : جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کو امانت واپس کر دو ۔ جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ خیانت مت کرو (٦)۔ لیکن حیلہ کے سلسلہ میں احناف کے یہاں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کی اجازت دیتے ہیں ۔

حیلہ کی ممانعت سے شارع کا مقصود ، اور اس کے دلائل :

امام شاطبی نے حیلہ کے باطل ہونے کی بنیاد اصول کلیہ اور قواعد

قطعیه پر رکھی ہے۔ اس کے بعد تفصیل سے اس بات کو واضح کیا ہے که شرعی احکام کو ایسے فعل سے جو شرعاً جائز ہو باطل کرنا خود شرعاً باطل ہے۔ اس سلسله میں مندرجه ذیل نکات پر ہم گفتگو کریں گے :

اول : حیله کرنے والے کا مقصد شارع کے مقصد کی مخالفت ہے۔

دوم : جائز فعل کے ذریعه حیله کرنا ایسے مفسده میں داخل ہے جس میں مآل اور نتیجه کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

سوم : ایسا حیله ناجائز ہے جس کا مقصد اس حکم کو ساقط کرنا ہو جو کسی سبب پر قائم ہے، اور اس کا ساقط کرنا کسی شرط کے لگانے یا اس کے چھوڑنے سے ہو۔

چہارم: جس عقد کو حیله کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس میں اراده معدوم ہوتا ہے۔

پنجم : حیله میں شرط عقد کے مقتضی کے منافی ہوتی ہے۔

ششم : شرعی نصوص کے استقراء سے حیله کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ اب ہم ان نکات پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

۱ ۔ امام شاطبی نے حیله کے باطل ہونے کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے که حیله کرنے والے کا مقصد شارع کے مقصد کے منافی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا عمل باطل ہے۔ اس کا سبب یه ہے که کسی عمل میں مکلف کا مقصد شارع کے مقصد کے موافق ہونا چاہئے۔ جو شخص احکام شریعت میں ایسی چیز تلاش کرے جس کیلئے وه احکام نہیں دیئے گئے۔ تو وه شریعت کی مخالفت کرتا ہے اور جو شخص شریعت کا مخالف ہو تو اس مخالفت میں اس کا عمل بھی باطل ہوگا۔ امام شاطبی نے اپنے اس نظریه کی تائید میں دلائل پیش کئے ہیں که شارع کے مقصد کی مخالفت عمل کو باطل کر دیتی ہے(۷)۔

حیله کرنے والے کا مقصد شریعت کی مخالفت ہوتی ہے، یه اس

کے عمل سے ظاہر ہے۔ ایک عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہیں ۔ اس کا شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ اس کی شادی دوسرے شخص سے کر دیتا ہے۔ تاکہ اس سے وہ دوبارہ نکاح کر سکے ۔ اب غور کیجئے کہ اس دوسرے شخص سے نکاح کا کیا مطلب ہے۔ شریعت نے جو نکاح کا مقصد متعین کیا ہے یہ اس کے منافی ہے ۔ شریعت میں شادی کا مقصد افزائش نسل ہے ۔ ایک نئے خاندان کو وجود بخشنا ہے ۔ مل جل کر رہنا ہے۔ آپس میں میل ملاپ اور محبت بڑھانا ہے اور اسی قسم کے دوسرے مصالح ھیں جو اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ھیں جب شادی کا مقصد دائمی ازدواجی رشتہ ہو ۔ وقتی و عارضی شادی نہ ہو۔ شادی سے شارع کا مقصود کسی دوسرے شخص کے لئے عورت کو حلال کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو شادی کی حکمت اور اس کے مصالح کے خلاف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر شادی کے وقت صراحت سے اس شرط کا ذکر کیا جائے کہ یہ شادی اس عورت کو اپنے خاوند کے لئے حلال کرنے کی غرض سے کی جا رہی تو ایسا نکاح باطل ہے ، کیونکہ یہ شرط عقد کے مقتضی کے منافی ہے۔

اس طرح عقد بیع سے شارع کا مقصد یہ ہے کہ فروخت کرنے والے کی ضرورت قیمت لے کر پوری ہو ، اور خریدنے والے کی حاجت اس خرید شدہ چیز سے پوری ہو ۔ حیلہ کرنے والا ایک سو درھم ایک معین مدت کے لئے قرض دیتا ہے ، تاکہ اس سے دو سو وصول کرے اور اس سودے کو اس کا واسطہ بناتا ہے ، اور ان دونوں میں سے کسی کا بھی وہ مقصد نہیں ہے جو شارع نے عقد بیع کے لئے متعین کیا ہے ، اس لئے حیلہ کرنے والا شارع کے مقصد کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اپنا مال ھبہ کرتا ہے اس کے پیش نظر بھی وہ مقصد نہیں ہوتا ہے جو شارع نے ھبہ کے لئے

متعین کیا ہے۔ یعنی صلہ رحمی کرنا اور دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنا ۔ اس کا مقصد تو محض زکوٰۃ سے بچنا ہے۔ تاکہ سال گذرنے کے بعد وہ اپنا ہبہ کیا ہوا مال واپس لے لے ۔

۲ ۔ امام شاطبی نے اس بات پر قطعی دلائل قائم کئے ہیں کہ افعال کے انجام اور نتیجہ کا لحاظ کرنا ہی شریعت میں مقصود و معتبر ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ مجتہد کسی فعل کی اجازت دیتا ہے ، یا اس کی ممانعت کرتا ہے ، تو وہ اس فعل کے نتیجہ اور انجام کے اعتبار سے یہ حکم دیتا ہے۔ مجتہد نے اگر کسی فعل کی اجازت دی ہے تو اس سے اس کا مقصد کسی مصلحت کا حصول ہے ، اگر منع کیا ہے تو اس سے کسی مفسدہ کو دور کرنا مقصود ہے ، کیونکہ اگر اس کا اعتبار نہ کیا جائے تو اس سے ایک بڑی مصلحت فوت ہو جائے ، یا اس سے ایک بڑی خرابی لاحق ہو جائے ۔ اسی طرح بعض اوقات کسی ناجائز فعل کو جس سے کوئی خرابی پیدا ہوتی ہو یا مصلحت فوت ہوتی ہو اس لئے جائز کر دیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ اس کے مساوی یا اس سے بڑی خرابی کو دور کرنا یا مصلحت کو حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اس قاعدہ کا اطلاق حیلہ پر بھی ہوتا ہے۔ حیلہ کرنے والا ایسے فعل کو اختیار کرتا ہے ، جو ظاہر میں کسی مصلحت کے حصول کے لئے جائز ہوتا ہے۔ لیکن حیلہ کرنے والے کا اس سے مقصد وہ مصلحت حاصل کرنا نہیں ہوتا ۔ بلکہ وہ تو ایک مفسدہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے جو حرام ہے۔ جیسے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے جو شخص آخر سال میں اپنا مال ہبہ کر دیتا ہے۔ ہبہ کرنا شریعت میں اصولی طور پر جائز ہے۔ اگر وہ ہبہ کئے بغیر زکوٰۃ ادا نہ کرتا تو یہ ناجائز ہوتا۔ کیونکہ ان دونوں کی ظاہری کوئی مصلحت ہے یا خرابی ہے۔ جب اس مقصد کے لئے وہ ان دونوں کو اکٹھا کرتا ہے تو ہبہ کا مآل یا نتیجہ زکوٰۃ کو روکنا ہی نکلتا ہے۔ اور یہ ایک خرابی (مفسدہ) ہے (۸)۔

۳ ۔ اگر کسی فعل کا سبب کسی شرط کے پورا کرنے یا اس کے چھوڑنے پر موقوف ہو ، اور مکلف وہ کام کرے جس سے یہ شرط پوری ھوتی ہو ، یا اس فعل سے وہ شرط فوت ہو جاتی ہو ، اور اس فعل سے اس کا مقصد شرعی مصلحت کا حصول ہو ، تو اس شرط کے پورا کرنے سے اس کا اثر یعنی حکم مرتب ہوگا ۔ اور اگر مکلف اس شرط کو بحیثیت شرط کے پورا کرے یا چھوڑ دے ، اور اس سے اس کا مقصد شرعی مصلحت کا حصول نہ ہو ، بلکہ اس سبب سے جو حکم مرتب ہوتا ہے اس کو ساقط کرنا ہو، تو یہ عمل درست نہیں ہے اور اس کی یہ کوشش باطل ہے۔

جب نصاب پورا ہو جائے تو یہ زکوۃ کے واجب ہونے کا سبب ہے۔ لیکن یہ واجب ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ پورے سال وہ نصاب باقی رہے ، اور اس پر سال گذر جائے ۔ اگر مکلف اپنی کسی ضرورت سے سال گذرنے سے پہلے اس نصاب کو خرچ کر دے ، یا اپنی کسی ضرورت کے لئے اس کو باقی رکھے ، تو وہ احکام جو کسی سبب کے نتیجہ میں مرتب ہوتے ھیں وہ اس شرط کے پورا ہونے پر مرتب ہوں گے۔ اگر وہ شرط پوری نہیں ہوگی تو وہ احکام مرتب نہیں ھوں گے ۔ اگر وہ اس حیثیت سے خرچ کرتا ہے کہ یہ نصاب وجوب زکوٰۃ کا سبب ہے۔ اور درمیان سال میں خرچ کرنے سے اس کا مقصد یہ ہو کہ شرط کے فقدان کی صورت میں وہ سبب ھی موجود نہ ہو جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کا یہ عمل صحیح نہیں ہے۔

امام شاطبی نے اس بات کے حق میں قطعی دلائل پیش کئے ھیں کہ کسی ایسے حکم کو جو کسی سبب پر قائم ہو باطل کرنے کی غرض سے ایسا کوئی کام کرنا جس سے اس کی یہ شرط پوری ہوتی ہو یا مفقود ہوتی ہو ، درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ھیں کہ جو چیز حصول مصلحت یا دفع مفسدہ کے لئے کسی حکم کا سبب ہے مکلف کا

یہ فعل اس کو عبث و بے فائدہ بنا دیتا ہے۔ اس کی نہ کوئی حکمت باقی رہتی ہے نہ منفعت۔ نیز یہ شارع کے مقصد کے منافی ہے، اس حیثیت سے کہ جب کوئی چیز کسی حکم کا سبب بن گئی، وہ سبب وجود میں آگیا تو سبب کے وجود کا تقاضا یہ ہے کہ مسبب یعنی حکم بھی وجود میں آئے۔ لیکن حکم کا وجود ایک شرط کے پورا ہونے پر موقوف ہے، جس سے اس سبب کی تکمیل ہوتی ہے۔ اب یہ مکلف کسی ایسے کام کا ارتکاب کرتا ہے، یا اس کو چھوڑ دیتا ہے کہ وہ حکم وجود میں نہ آئے اور شارع نے اس حکم کے لئے جو سبب مقرر کیا ہے اس کا مقصد اس کی مخالفت کرنا ہو۔ یعنی سبب کو ہی ختم کر دینا ہو تاکہ حکم ہی وجود میں نہ آسکے تو اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ شارع کی مخالفت باطل ہے۔ اس لئے یہ فعل بھی باطل ہے (۹)۔

۴۔ عقد کا رکن متعاقدین کی باہمی رضا مندی ہے۔ ارادہ ایک باطنی چیز ہے جس کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے شارع نے صیغہ (الفاظ) کو رضا مندی کے قائم مقام بنایا ہے۔ تاہم اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ عقد کرنے والے کا مقصد اس صیغہ (الفاظ) سے وہ نہیں تھا جس کے لئے اس کو وضع کیا گیا ہے، تو اس صورت میں عقد میں رضا مندی کو معدوم سمجھا جائے گا۔ رضامندی کو اس عقد میں اس لئے معدوم سمجھا جائے گا کہ صیغہ (الفاظ) اس وقت عقد کے نتائج مرتب ہونے کا سبب ہوتا ہے جب عقد کرنے والا اس سے کوئی ایسے معنی مراد نہ لے جو صیغہ کے حقیقی مقصد اور اس پر مرتب ہونے والے حکم کے منافی ہو۔

زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ہبہ کرنے والے شخص کی اس عقد میں رضامندی شامل نہیں ہوتی جو اس نے ہبہ کی صورت میں دوسرے شخص کے ساتھ کیا ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ سے اس کی وہ مراد

نہیں تھی جس کے لئے ان کو وضع کیا گیا ہے۔ لفظ ہبہ کا مقصد یہ ہے کہ ہبہ کرنے والا دوسرے شخص کو بطور احسان اپنے مال کے کچھ حصہ کا مالک بنا دیتا ہے۔ اور جو شخص نصاب زکوٰۃ کو ہبہ کر رہا ہے اس کا اس لفظ سے وہ مقصد نہیں ہے جس کے لئے اس کو وضع کیا گیا ہے۔ بلکہ وہ تو زکوٰۃ ادا کرنے سے بچنا چاہتا ہے۔ شریعت نے لفظ ہبہ کو زکوٰۃ ادا کرنے سے بچنے کے لئے وضع نہیں کیا اسی طرح لفظ نکاح اس عورت کو اپنے خاوند کے لئے حلال کرنے کے لئے بھی وضع نہیں کیا جس کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں۔ ہبہ کی صورت میں دائمی طور پر اس شخص کو مالک بنانا مقصود ہے جس کو مال دیا ہے تاکہ جو مال اس شخص کو دے دیا وہ ہمیشہ اس کے پاس رہے۔ زکوٰۃ کا وقت گذرنے کے بعد اس سے واپس لینے کی نیت نہ ہو۔

یہ بات صحیح ہے کہ ہزل یعنی ہنسی مذاق میں بعض معاہدے (عقود) درست ہوتے ہیں۔ لیکن ہزل کرنے والے اور حیلہ کرنے والے شخص کے درمیان فرق ہے۔ ہزل کرنے والا جو لفظ استعمال کرتا ہے اس سے مراد وہ معنی نہیں ہوتے جو اس کے مخالف ہوں جن کے لئے اس لفظ کو شریعت نے وضع کیا ہے۔ وہ حکمی طور پر اس لفظ کے وہی معنی مراد لیتا ہے جن کے لئے شریعت نے اس کو وضع کیا ہے، اگرچہ حقیقت میں اس لفظ سے وہ معنی مراد نہیں لیتا۔ لیکن حیلہ کرنے والا شخص اس سے مختلف ہے۔ وہ اس لفظ کے مخالف معنی مراد لیتا ہے۔ اس لئے اس کے حق میں یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ حکمی طور پر وہ اس لفظ کے وہی معنی مراد لیتا ہے جس کے لئے شریعت نے اس کو وضع کیا ہے۔ ہزل کرنے والا شخص ایک ایسے سبب کو استعمال کرتا ہے جس سے اس کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ اس سے کیا نتائج مرتب ہوں گے۔ نتائج کا

مرتب کرنا اس کا نہیں شارع کا کام ہے۔ حیلہ کرنے والا شخص اول تو اس مقصد سے کسی سبب کو استعمال ہی نہیں کرتا ۔ یا استعمال بھی کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ یہ سبب ہی نہیں ہے۔ مثلاً هزل کرنے والا نکاح کا لفظ یہ سمجھ کر استعمال کرتا ہے کہ یہ نکاح کا سبب ہی نہیں ہے۔ لیکن حیلہ کرنے والے کا معاملہ یہ نہیں ہے۔ وہ تو نکاح اس کے نتائج مرتب ہونے کے لئے کرتا ہے ، تاکہ نکاح سے وہ عورت اپنے سابق خاوند کے لئے حلال ہو جائے۔

۵ ۔ تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر فریقین کسی عقد میں ایسی شرط لگائیں جو عقد کے مقتضی کے منافی ہو ، یا شرعاً جائز نہ ہو ، تو ایسی شرط حرام ہے اور عقد باطل ہے۔ شافعی اور حنفی فقہاء تو یہ بات کہہ کر ہی رک گئے ، لیکن مالکی اور حنبلی فقہاء اس سے ایک قدم اور آگے بڑھے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر عقد کے فریقین اس شرط پر متفق ہوں ، اور اس بات پر متفق ہوں کہ اگر وہ اس شرط کو ظاہر کر دیں تو عقد باطل ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر ان کا یہ مقصد ظاہر ہو جائے ، اور شرعی طریقوں میں سے اس طریقہ سے ثابت کرنے کی ان کی یہ نیت بھی معلوم ہو جائے ، تو اس عقد کے باطل ہونے کا حکم لگایا جائے گا ۔ اس کے بالمقابل فریق اول یعنی شافعی اور حنفی فقہاء یہ کہتے ہیں کہ جب عقد کے انعقاد کے بعد ان کی نیت کا شرعاً ناجائز ہونا ثابت ہو جائے ، اور عقد کے منافی شرط پر ان کا اتفاق ظاہر ہو جائے تو عقد باطل نہیں ہوگا ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا اعتماد ظاہر پر ہے۔

٦ ۔ ایسی نصوص موجود ہیں جو مجموعی طور پر شریعت میں حیلہ کو ناجائز بتاتی ہیں ۔ ہم یہاں صرف چند نصوص پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ تمام نصوص کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

قرآن مجید میں کچھ نصوص منافقین اور ریاء کاروں کی مذمت

اور برائی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں (البقرۃ ـ ۸ ـ ۲۶۴) ـ نفاق اور ریاء سے مراد یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں یا ایسا عمل کریں جس کا شارع کے نزدیک کوئی معین مقصد ہو اور ان کا مقصد اس مقصد کے مخالف ہو ـ ایک منافق کلمہ شہادت پڑھتا ہے ، لیکن اس سے اس کا مقصد ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا نہیں ہوتا ـ اس سے اس کا مقصد اپنی جان اور مال کی حفاظت ہوتا ہے ـ منافق کا عبادت سے مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہیں ہوتی ، اور نہ آخرت میں ثواب حاصل کرنا ہوتا بلکہ اس سے اس کا مقصد مخلوق کی رضا مندی اور تعظیم ہوتا ہے ـ یا اسی طرح دنیائے فانی کی لذتیں اور اس کا ختم ہونے والا سازوسامان حاصل کرنا ہوتا ہے ـ

قرآن مجید میں چند باغ والوں کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے ـ ان لوگوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ رات کے وقت وہ پھل توڑیں گے ـ تاکہ غریبوں کو ان کے حق سے محروم کر دیں ـ اور ان کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ پھل توڑتے وقت جو فقراء اور مساکین وہاں آموجود ہوں ان کا بھی ان پھلوں میں حق ہے ـ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو اس کی یہ سزا دی کہ ان کا سب مال و جائیداد تباہ کر دیا ـ اور آخرت کی سزا تو اس سے بھی زیادہ سخت ہو گی (القلم ـ ۱۷ ـ ۳۳) ـ حیلہ سازی اور شارع کے مقصد کی مخالفت ان کے عمل میں بالکل ظاہر ہے ـ اس لئے کہ فقراء کی عدم موجودگی میں پھل توڑنے میں ان کی کوئی ایسی مصلحت معین نہ تھی جو شارع کے نزدیک درست ہوتی ـ ان کا مقصد فقراء کو ان کے حقوق سے محروم کرنا تھا ـ

قرآن مجید میں اصحاب سبت (سنیچر والوں) کا واقعہ مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر ہفتہ کے دن شکار حرام کر دیا تھا ـ انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ بڑے بڑے حوض کھودے اور انکو نالیوں کے ذریعہ سمندر سے ملا دیا تاکہ ہفتہ کے دن ان میں مچھلیاں آ جائیں ـ پھر وہ ان مچھلیوں

کو ان حوضوں میں بند کر دیتے ۔ اس کے بعد وہ ان مچھلیوں کا ان دنوں میں شکار کر لیتے جن دنوں میں ان کو شکار کی اجازت ہوتی ۔ اس پر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عذاب دیا گیا کہ ان کے چہرے مسخ کر دیئے گئے اور ان کے لئے یہ بدترین سزا تھی (الاعراف ۔ ۱۶۳ ۔ ۱۶۶) ان کے اس فعل میں حیلہ سازی واضح ہے۔ کیونکہ حوض بنانے سے ان کا کوئی شرعی مقصد نہ تھا ، بلکہ اس حیلہ سے ایک ممنوع فعل کا ارتکاب تھا ۔

عورت کو طلاق دینے کے بعد اس نیت سے بار بار رجوع کرنا کہ اس کو تکلیف و اذیت پہنچے ، قرآن مجید میں اس فعل کی ممانعت ہے۔ (البقرۃ ۔ ۲۳۱) ۔ دور جاہلیت میں شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیتا ، پھر اس کو چھوڑے رکھتا ، جب اس کی عدت پوری ہونے لگتی تو رجوع کر لیتا ، پھر اس کو طلاق دیدیتا اور جب اس کی عدت ختم ہونے لگتی تو پھر رجوع کر لیتا اسی طرح وہ بار بار کرتا اور اس سے اس کا مقصد اس کو نقصان پہنچانا ہوتا ۔ اس کے فعل میں بھی حیلہ سازی ظاہر ہے۔ رجوع کرنے کی اجازت تو اس لئے دی گئی ہے کہ دائمی طور پر وہ آپس میں دستور کے مطابق مل جل کر رہیں اور زوجین کے درمیان محبت لوٹ آئے ۔ لیکن رجعت سے اس کا یہ مقصد نہ تھا بلکہ اس کو تکلیف پہنچانا تھا ۔ اس لئے اس کا مقصد شارع کے مقصد کے مخالف ہوا ۔ اس کا یہ فعل اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے نہ تھا جس کے حصول کے لئے رجعت کا حکم دیا گیا ہے۔ شریعت میں رجعت کی ایک مصلحت ہے ، اس حیلہ کرنے والے شخص کا مقصد اس مصلحت کے مخالف تھا ۔

قرآن مجید میں وصیت کرنے کے سلسلہ میں یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ وصیت کا مقصد دوسرے ورثاء کو ضرر پہنچانا نہ ہو ۔ (النساء ۔ ۱۲) وہ اس طرح کہ کوئی شخص تہائی مال سے زیادہ وصیت کر

دے ، تاکہ دوسرا وارث محروم رہے ۔ وصیت کا حق ایک خاص مصلحت کے لئے دیا گیا ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان سے دنیا میں جو نیک کام رہ گئے ہیں ان کا تدارک ہو جائے ۔ اور یہ اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ مال میں سے اس شخص کے حق میں وصیت کر دی جائے جو وارث نہ ہو ۔ اگر وصیت کا مقصد اس کے علاوہ ہو تو شارع نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ وارثوں کو نقصان پہنچانا ہے ۔ اس مثال اور سابق مثالوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ شارع نے نقصان پہنچانے کے قصد کا ایک قرینہ مقرر کیا ہے ۔ وہ قرینہ یہ ہے کہ یہ وصیت تہائی مال سے زیادہ نہ ہو ، یا کسی وارث کے حق میں نہ ہو ۔ نص شرعی کے لحاظ سے یہ نقصان پہنچانا ہے ، چاہے وصیت کرنے والے کی نیت کسی کو نقصان پہنچانے کی نہ ہو ۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے متفرق جانوروں کو اکٹھا کرنے اور اکٹھا جانوروں کو متفرق کرنے کی ممانعت فرمائی ہے (۱۰) ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اصولی طور پر اگر دو شخص جو جانوروں میں شریک ہوں اکٹھا جانوروں کو الگ الگ کرنے ، اور متفرق جانوروں کو اکٹھا کرنا چاہیں تو یہ کر سکتے ہیں ۔ شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ۔ لیکن اس سے مقصود اگر زکوٰۃ سے بچنا ہو یا زکوٰۃ کی رقم کم کرنا ہو ، تو یہ مقصد باطل ہے ۔ کیونکہ جو چیز شارع کے مقصد کے خلاف ہو وہ حرام اور باطل ہے ، اس کا کوئی اثر نہیں ۔

۲ ۔ حدیث میں وارد ہے کہ مسلمان یہودیوں کے افعال کی نقل سے بچیں ، انھوں نے اللہ کی طرف سے حرام کئے ہوئے کاموں کو معمولی حیلوں سے اپنے لئے حلال کر لیا تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تھی ، اس کو وہ زیب و زینت کے کاموں میں استعمال کرتے ، اس کو فروخت کرتے اور اس کی قیمت سے حاصل شدہ رقم کو اپنے کام

میں لاتے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس فعل کے سبب ان پر لعنت فرمائی (۱۱)۔ اس کا سبب یہ تھا کہ چربی کی ممانعت کا مقصد اس کے ہر قسم کے نفع سے بچنا تھا ، ان کے لئے چربی کا کسی قسم کا استعمال اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں تھا ۔ چربی سے نفع اٹھانے میں اس کی قیمت بھی شامل تھی ۔ اس مقصد سے انھوں نے غفلت برتی ، اور ظاہر نص کا اعتبار کیا ۔ یعنی وہ اس کو اپنے کھانے میں استعمال نہیں کرتے تھے ۔ شارع نے جب ایک خصوصی مصلحت کے لئے چربی کی ممانعت کی تھی تو انھیں چربی کے ہر قسم کے منافع سے پرہیز کرنا چاہیئے تھا ۔ لیکن انکا مقصد تو مال کا حصول تھا ۔ (۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل کاموں سے منع فرمایا ہے ، اور ان میں سے بعض کے ارتکاب پر لعنت بھی فرمائی ہے ۔ تین طلاق دینے کے بعد حلالہ کے ذریعہ دوسرے کی مطلقہ بیوی کو اس کے لئے حلال کرنے والے پر (۱۳) اور رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے ۔ (۱۴) قرض دینے والے شخص کو ھدیہ دینے (۱۵) حکام کے خیانت کرنے ، اور اپنے عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے، کوئی چیز فروخت (۱۶) کر کے اس سے ادھار لینے سے منع فرمایا ہے (۱۷) ان تمام کاموں میں شارع کے مقصد کی مخالفت واضح ہے ۔ حلالہ کرنے والے کا مقصد کسی شوھر کی مطلقہ بیوی کو اس کے لئے حلال کرنا ہے ۔ یہ شارع کے مقصد کے موافق نہیں ہے ، کیونکہ نکاح کا مقصد زوجین کے درمیان دائمی رشتہ اور ھمیشہ ساتھ رھنا ہے ۔ رشوت دینے اور لینے میں حاکم یا امیر کے خیانت کرنے میں ، اور قرض دینے والے کو ھدیہ دینے میں سے ہر ایک مقصد شرعی و جائز طریقہ سے مال دینا نہیں ھوتا ، کیونکہ ھدیہ و صدقہ کا مقصد کسی کی دلجوئی کرنا ہے ، یا محتاج و ضرورت مند کی ضرورت اللہ کی

خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پورا کرنا ہوتا ہے۔ رشوت لینے والے کا مقصد رشوت دینے والے کی ذمہ داری کو ختم کرنا اور اس کو بلا استحقاق حــق دلانا ہوتا ہے۔ حکام کی خیانت میں بھی یہی مقصد کارفرما هــوتا ہے۔ جو قرض لینے والا اپنے قرض دینے والے کو هدیہ دیتا ہے اس کا مقصد اس کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی کرنا نہیں ہوتا ، بلکہ اس نے جو قرض لیا ہے اس پر وہ اس کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے۔

غیر شرعی حیلہ اور حیلہ کرنے والے کے ناجائز فعل کے بارے میں امام شاطبی لکھتے ہیں : جو معاملہ مذکورہ بالامقصد کے حصول کے لئے کیا جائے وہ غیر شرعی ہے۔ اگر ظاہری و باطنی طور پر یہ کام شریعت کے موافق ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ۔ اگر ظاهـر شرعی احکام کے موافق ہو ، اور مصلحت کے مخالف ہو ، تو وہ فعل شرعاً صحیح نہیں ہے کیونکہ شرعی اعمال فی نفســہ مقصود نہیں ہیں ، بلکہ ظاہری اعمال کے ساتھ وہ مصالح بھی مقصود ہیں جن کے لئے ان کا حکم دیا گیا ہے (۱۸)۔

جس فعل کو حیلہ بنایا گیا ہے وہ باطن میں اللہ تعالیٰ اور حیلہ کرنے والے کے درمیان غیر شرعی ہے، اس لئے جائز نہیں ہے۔ اور دنیا کے احکام میں بھی اس پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا ۔ یہ اس وقت ہے جب ایسے دلائل موجود ہوں جو حیلہ کرنے والے کے ناجائز مقصد اور غیر شرعی محرک کو بتلائیں ۔ اس بنا پر سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اپنے مال کا ہبہ کرنے والے کا ہبہ حرام ہے۔ اگر خود اس کا اقرار کرے یا قرائن سے یہ ثابت ہو تو باطل ہے، کیونکہ اس نے اپنا یہ نصاب اس فرض سے بچنے کے لئے ہبہ کیا تھا ۔ اسی طرح بیوی کو حلال کرنے کی نیت سے نکاح اس دوسرے نکاح کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حرام ہے۔ اگر اس کا یہ مقصد ثابت ہو

جائے اور اس کی یہ نیت ظاہر ہو جائے تو یہ نکاح باطل ہے۔

مالکی اور حنبلی فقہاء اس فعل کو باطل سمجھتے ہیں جس پر ایسے دلائل موجود ہوں جو یہ بتلائیں کہ اس نے یہ فعل کسی ناجائز مقصد اور غیر شرعی نیت سے کیا تھا۔ شافعی اور حنفی فقہاء اس فریق کے ساتھ اس بات میں تو متفق ہیں کہ ایسا قصد یا ایسی نیت جو حقوق باطل کرنے کے لئے ہو، یا فرائض ساقط کرنے کے لئے ہو حرام ہے۔ لیکن ان کے نزدیک وہ عقد یا تصرف باطل نہیں ہے، بلکہ اس کا اثر مرتب ہوگا، اور شرعی و ظاہری طور پر اس کو صحیح سمجھا جائے گا، چاہے فاعل کا یہ ناجائز قصد اور حرام نیت ثابت بھی ہو جائے، جب تک کہ عقد کرنے والا اس قصد یا نیت کو خود عقد میں ظاہر نہ کرے، (۱۹)

اب ہم حیلہ کو جائز سمجھنے والوں کے دلائل ذکر کرتے ہیں :

۱ ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی کو اپنے پاس روکنے کے لئے ایک حیلہ سکھایا تھا ۔ ارشاد باری ہے : کذلک کدنا لیوسف، ما کان لیا خذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ (یوسف۔ ۰۷۔ ٦۷) ۔ ترجمہ : اسی لئے ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی ورنہ یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے ہرگز حاصل نہ کر سکتا ۔

۲ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی قسم پوری کرنے کا حیلہ سکھایا تھا، جس سے قسم بھی پوری ہو جائے، اور کوئی نقصان بھی نہ پہنچے ۔ انہوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو سو ضربیں لگائیں گے ۔ لیکن بعد میں ان پر یہ گراں گذرا کہ جس بیوی نے ان کے ساتھ زندگی میں اتنے احسان کئے ہوں، اور خلوص سے ان کی خدمت کی ہو، اس کو ماریں ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ترکیب سکھائی کہ سو تنکوں کا ایک مٹھا بنا کر

ایک ہی دفعہ مار دیں ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح فرمایا : وخذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث (ص : ۴۴) ترجمہ ۔ اور اے ایوب تو سینکوں کا ایک مٹھا لے لے اور اس سے اپنی بیوی کو مارلے اور اپنی قسم نہ توڑ ۔ امام ابو حنیفہ ، امام زفر اور امام شافعی کا قول ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا ، اس کی قسم پوری ہو جائے گی ۔

۳ ۔ حدیث میں مذکور بعض واقعات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۔ روایت ہے کہ قبیلہ بنو ساعدہ کی ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہو گئی ۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ کس کا حمل ہے ۔ اس نے کہا کہ یہ فلاں شخص کا ہے جو اپاھج ہے ۔ اس سے بھی پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ہاں وہ سچ کہتی ہے ۔ یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا ۔ آپ نے فرمایا کہ سو شاخوں کا ایک مٹھا بناؤ ، اور ایک دفعہ میں اس کو مار دو ۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا (۲۰) ۔ ایک دوسری روایت ہے کہ ایک شخص نے زنا کیا اور وہ اتنا بیمار تھا کہ مرنے کے قریب تھا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے اس فعل کی اطلاع دی گئی ۔ آپ نے حکم دیا کہ ایک ایسی شاخ لوجس میں سو ڈالیاں ہوں اور اس سے اس کو ایک بار مارو ۔ چنانچہ اس کو اسی طرح مارا گیا ۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ شخص اتنا بوڑھا تھا کہ اس کے جسم کی رگیں ابھر رہی تھیں (۲۱) ۔

۴ ۔ حیلے تنگی سے نکلنے کا راستہ نہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ومن یتق اللہ یجعل له مخرجاً (طلاق ۔ ۲) ۔ ترجمہ ,,جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خلاصی (چھٹکارے) کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے،، اکثر مفسرین نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ لوگوں کو تنگی سے نکلنے کا راستہ دکھاتا ہے ۔

۵ ۔ شرعی عقود بھی ایک طرح کے حیلے ھیں ۔ انسان ان کے ذریعہ ان کے اغراض و مقاصد کو حاصل کرتا ہے۔ مثلاً عقد بیع انتقال ملکیت کا ایک حیلہ ہے۔ شادی عورت سے تمتع (نفع اٹھانے) کا ایک حیلہ ہے۔ اگر مقروض دیوالیہ ھو جائے تو رھن اس سے قرض وصول کرنے کا ایک حیلہ ہے۔ اور اسی طرح دوسرے عقود ھیں ۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حیلوں کی ممانعت ہے ؟

منکرین حیلہ کی طرف سے ان دلائل کا رد :

۱ ۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس فعل سے شریعت کا کوئی حکم باطل نہیں ھوتا ، اور نہ کوئی حرام کام حلال ھوتا ۔ یوسف علیہ السلام کا مقصد اپنے بھائی کو اپنے پاس روکنا تھا تاکہ وہ اپنے والدین اور اپنے بھائی کو اپنے پاس بلاسکیں ۔ ان کا یہ فعل سب کے لئے ھی مفید اور شرعاً جائز تھا ۔

۲ ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا حکم ان کے ساتھ مخصوص تھا اس کو عمومی حیثیت نہیں دی جا سکتی ۔ امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ھوتی ہے۔ انا وجدناہ صابراً ، نعم العبد ، انہ اواب (ص ۔ ۴۴) ۔ ترجمہ ,,بیشک ھم نے ایوب کو بہت صبر کرنے والا پایا ۔ وہ بہت اچھا بندہ تھا۔ وہ خدا کی جناب میں بہت رجوع کرنے والا تھا۔ یہ بات عقل کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندہ کے ساتھ جو انتہائی صابر و توبہ کرنے والا ھو ، آسانی فرمائیں ، اور اس کی بیوی کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں اور اس کی سزا ھلکی کر دیں ۔

تاھم یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ حکم دوسرے مذاھب کا ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اسلام میں سابق شریعتوں کے احکام پر عمل کرنا چاھیے یا نہیں ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی شریعت میں قسم کا کفارہ نہیں تھا ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انھوں نے اس سے

فـرار کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا تھا ۔ اللہ تعالٰی نے ان کے ساتھ جو تخفیف و رحمت کا معاملہ کیا اور اس کی انہیں تعلیم دی وہ ایسا ھی تھا جیسے اسلام میں قسم توڑنے پر کفارہ کا حکم ہے۔ ھر شریعت میں لوگوں کے مختلف احوال اور طاقت کے مطابق احکام دیئے گئے ھیں ۔

۳ ۔ حدیث میں اس قسم کے جو واقعات ملتے ھیں ان کا مقصد بھی شرعی احکام سے راہ فرار اختیار کرنے کے لئے حیلہ سازی کو جائز کرنا نہیں ہے۔ بلکہ احکام کی تعمیل کی ترغیب ہے، اور انسان کی ایسے مواقع میں رہنمائی کرنا ہے جہاں وہ سخت تنگی و مشقت میں پھنس جائے ۔ یہ واقعہ ایک اپاھج شخص سے متعلق ہے جو مرنے کے قریب تھا یا اتنا بوڑھا تھا کہ اس کے جسم کی رگیں نظر آ رھی تھیں ۔ یعنی وہ حد کو برداشت نہیں کر سکتا تھا ۔ اس کے علاوہ بھی شریعت میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ھیں ۔ ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانے تو وہ ایک تہائی مال صدقہ کر سکتا ہے۔ اس سے اس کی نذر پوری ھو جائے گی ۔ اس طرح جو شخص اپنے تمام مال کی وصیت کرے ، تو یہ وصیت صرف ایک تہائی مال میں نافذ ھو گی ۔ کیونکہ اس میں ورثاء کی مصلحت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانے وہ اس کی جگہ بکرا ذبح کر سکتا ہے۔ مریض اور بوڑھوں کو روزہ چھوڑنے اور فدیہ کی رخصت دی گئی ہے۔

۴ ۔ حیلہ کے قائلین کی یہ دلیل ہے کہ حیلہ کا مقصد لوگوں کو تنگی و مشقت سے نکالنا ہے۔ ھم ان سے یہ سوال کرتے ھیں کہ اس سے ان کی مراد کیا ہے ؟ کیا وہ لوگوں کو شریعت کے احکام کی مشقت سے نکالنا چاھتے ھیں یہ تو سراسر شریعت کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ یا وہ اس مشقت سے نکالنا چاھتے ھیں جو تعمیل احکام میں

معمولی مشقت سے زیادہ ہو؟ شارع نے خود ہی بیماری، جہالت ، سفر ، نقصان ، بھول چوک ، اکراہ ، اور عموم بلوئ کی صورتوں میں رخصت کے احکام دیئے ہیں ۔ اس سلسلہ میں قواعد کلیہ میں دو مشہور قاعدے ملاحظہ ہوں۔ الحرج مرفوع یعنی تنگی و مشقت دور کرنا ضروری ہے۔ اور المشقة تجلب التیسیر یعنی مشقت معاملہ کو آسان بنانے کی متقاضی ہے۔

۵ ۔ قائلین حیلہ کی یہ دلیل کہ عقود بھی شرعی حیلے ہیں، اور ان کے ذریعہ انسان ان کے مقاصد تک پہنچتا ہے ناقابل قبول ہے۔ شرعی عقود تو حصول منفعت اور دفع مضرت کا ذریعہ ہیں اور شریعت میں ایسا حیلہ جائز ہے جو شرعی منفعت کے حصول کا ذریعہ ہو۔ لیکن ایسے حیلے قطعاً ناجائز ہیں جن سے حرام فعل حلال ہوتے ہوں ، اور شرعی احکام باطل ہوتے ہوں (۲۲)۔

شارع نے کچھ شرعی اسباب خاص مقاصد کے لئے مقرر کئے ہیں، تاکہ جب ان کو استعمال کیا جائے تو ان سے وہی مقاصد حاصل ہوں جن کے لئے ان کو بنایا گیا ہے۔ جیسے عقد بیع کا مقصد انتقال ملکیت اور خریدی ہوئی چیز سے نفع اٹھانا ہے۔ عقد نکاح کا مقصد ان منافع کا حصول ہے جو بیوی سے وابستہ ہیں ۔ یہ مقاصد حیلہ کے دائرہ سے خارج ہیں ۔

بعض معاملات شرعاً اپنی ذات سے حلال ہیں ، اگر ان کو ان مقاصد کے حصول کے لئے جن کے لئے ان کو بنایا گیا ہے یا کسی دوسرے جائز و حلال مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کام میں لایا جائے تو وہ بھی جائز ہے۔ بلکہ شرعاً بھی یہ مطلوب ہے ۔ جیسے تکلیف کو دور کرنا ، ظلم کو رفع کرنا وغیرہ ۔ معاملات کی یہ قسم مباح ہے۔ بلکہ قابل تعریف ہے۔ اس کے علم کو عقل و ذہانت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس سے ناواقفیت کو کم عقلی و کمزوری

سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے : الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لایستطیعون حیلةً ولا یھتدون سبیلاً (النساء ـ ۹۸) ۔ ترجمہ : مگر ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے واقعی ایسے بے بس ہوں کہ نہ تو وہ کوئی تدبیر کر سکتے ہوں اور نہ وہ راستہ سے واقف ہوں ۔ "ایک مسلمان اللہ تعالٰی سے عاجزی اور سستی سے پناہ مانگتا ہے ، عجز یعنی عاجزی کا مطلب یہ ہے کہ ایسے طریقوں اور وسائل پر وہ قادر نہ ہو جن کو شریعت نے جائز کیا ہے ، اور کسل یعنی سستی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کا ارادہ کرنے کے بعد اس کو پورا نہ کر سکے ۔

جنگ خندق میں کافروں کو شکست دینے کے لئے حضرت نعیم بن مسعود نے ایسا ہی حیلہ اختیار کیا تھا ۔ اس کی کچھ اور مثالیں ملاحظہ ہوں ۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کا پڑوسی اس کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اپنا سامان باہر سڑک پر پھینکدے۔ لوگ سڑک پر سامان پھینکنے کی وجہ پوچھتے تو وہ انسے یہ کہتا کہ وہ اپنے پڑوسی سے تنگ آ گیا ہے۔ وہ اس کو بہت اذیت دیتا ہے۔ یہ سن کر وہ اس پڑوسی کو برا بھلا کہتے اور اس پر لعنت بھیجتے۔ اس کے بعد وہ پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اپنا سامان اپنے گھر میں واپس رکھدو ۔ خدا کی قسم میں اس کے بعد تمھیں کبھی تکلیف نہیں دوں گا ۔ (۲۳) ۔

اسی طرح کا ایک واقعہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ ایک صاحب امام صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فجر سے پہلے آپ مجھے کوئی ترکیب بتا دیجئے ورنہ میری بیوی کو طلاق ہو جائے گی ۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا واقعہ ہے۔ اس نے کہا کہ میری بیوی نے رات کو مجھ سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا تھا میں

نے اس سے کہا کہ اگر فجر طلوع ہو گئی اور تو نے مجھ سے بات نہیں کی تو تجھے تین طلاقیں ہیں ۔ میں نے اپنا پورا زور لگا ڈالا اور سارے حیلے استعمال کر لئے کہ وہ کسی طرح مجھ سے بات کر لے ۔ لیکن وہ بات نہیں کرتی ۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا جاؤ اور موذن سے کہو کہ وہ فجر سے پہلے اذان دیدے ۔ جب وہ اذان سنے گی تو شاید تم سے بات کرے ۔ اس طرح وہ فجر سے پہلے تم سے بات کر لے تو طلاق نہیں ہوگی ۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اذان سے پہلے بات کرنے کے لئے اس کو قسم دلاؤ ۔ چنانچہ وہ صاحب گئے اور اس کو قسمیں دلانے لگے ، اور موذن نے اذان دیدی ۔ اس نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی ۔ اور میری تجھ سے گلو خلاصی ہو گئی ۔ اس نے کہا کہ نہیں تو نے تو مجھ سے فجر سے پہلے بات کی ہے ۔ اور میں اپنی قسم سے نکل گیا ۔ (۲۴) ۔

ایسے معاملات جو اپنی ذات سے جائز ہوں ، لیکن ان کو کسی ناجائز و حرام مقصد حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے ۔ درحقیقت حیلہ کی یہی قسم اختلافی ہے ۔ اس کی حرمت پر راجح دلائل موجود ہیں ۔ ان کا ہم تفصیل سے اوپر ذکر کر چکے ہیں ۔ جیسے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے سال ختم ہونے سے پہلے ہی مال ھبہ کر دینا ۔ نقد کم قیمت پر لینا اور ادھار زیادہ قیمت پر بیچنا ، یا کوئی چیز فروخت کر کے اس کو ادھار لے لینا ، یہ سب ربا کی شکلیں ہیں۔ کسی عورت کو جسے تین طلاقیں ہو چکی ہوں اس کے خاوند کے لئے حلال بنانے کی غرض سے نکاح کرنا (۲۵)۔

ایسے معاملات جو اپنی ذات سے حرام ہوں اور ان کو حرام مقصد حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے ۔ اس حیلہ کے حرام ہونے میں کوئی شبہ اور کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ مثلاً کوئی عورت اپنے خاوند سے گلو خلاصی کے لئے نکاح فسخ کرنے کی غرض سے مرتد ہو

جائے ، یا اسی کے بیٹے سے زنا کرے ، یا اس بات سے انکار کر دے کہ اس کے ولی نے اسے شادی کی اجازت دی تھی ۔ یا ولی یا گواھوں کو فاسق کہہ کر نکاح کی صحت سے انکار کرے ، یا کوئی خاوند اپنی بیوی کو میراث سے محروم کرنے کے لئے اپنی بیماری کے دوران یہ اقرار کرے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ھیں ۔ (۲٦)

ایسے حرام معاملات جن کا مقصد حق وصول کرنا ہو ۔ جیسے اگر کوئی قرض لینے والا قرض کا انکار کرے ، تو اس سے قرض وصول کرنے کے لئے جھوٹے گواہ بنانا ۔ یا کوئی شخص طلاق دے چکا ہو ، لیکن وہ اس سے انکار کرتا ہو ، اس پر جھوٹے گواہ بنانا ، یا کوئی نافرمان بیوی نفقہ لے چکی ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ اس نے نفقہ نہیں لیا ، اس پر جھوٹی گواھی دلوانا ، کسی شخص کا انتقال ہو چکا ہو ، اور گواھوں کو اس کا علم نہ ہو ، لیکن ان کو اس واقعہ کی حقیقت سمجھا کر ان سے گواھی دلوانا ، کسی شخص کی امانت دوسرے کے پاس ہو ، اور اس کا قرض اس کے ذمہ ہو ، اور وہ قرض کا انکار کرتا ہو ، تو وہ شخص امانت سے اس لئے انکار کرے تاکہ مقروض قرض کا اقرار کر لے ۔

اس قسم کے حیلے ان لوگوں کے نزدیک جائز ھیں جو مسئلة الظفر کی اجازت دیتے ھیں ۔ مسئلة الظفر کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا حق دوسرے پر ہو ، لیکن وہ اپنی عاجزی کے سبب اس سے وصول نہ کر سکتا ہو ۔ لیکن اتفاق سے اس شخص کا مال اس کے ہاتھ آ جائے تو وہ اس میں سے اپنے حق کے بقدر اس کی اجازت کے بغیر مال لے سکتا ہے ۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے ۔ فقہاء میں سے ایک فریق اس کی اجازت دیتا ہے ، دوسرا نہیں (۲۷) ۔ بہرحال اس حرام وسیلہ کو استعمال کرنے والا گنہگار ہو گا ، اگرچہ اس کا مقصد درست تھا ۔ اسی قسم کے مسائل کے بارے میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : اڈا الامانة الی من ائتمنک ولا تخن من خانک ۔ یعنی جو تمھارے پاس امانت رکھے اس کو امانت واپس کر دو اور جو تمھارے ساتھ خیانت کرے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کرو ۔ (۲۸)

حواشی

۱ ۔ شاطبی ۔ الموافقات ۔ مطبوعہ دارالمعرفة للطباعة والنشر ۔ بیروت ۔ ۱۳۹۵ ھ ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۰۱ ۔ ۲۰۲

۲ ۔ ابن القیم ۔ اعلام الموقعین ۔ مکتبة الکلیات الازھریہ ۔ قاھرہ ۔ ۱۳۸۸ ھ ج ۳ ۔ ص ۱۶۵ ۔ ۱۶۸

۳ ۔ ایضاً ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۰۱

۴ ۔ ایضاً ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۰۲ ۔

۵ ۔ ایضاً ۔ ج ۳ ۔ ص ۳۳۵ .

۶ ۔ سنن ابی داؤد ۔ کتاب البیوع ۔ جامع الترمذی ۔ کتاب البیوع

۷ ۔ شاطبی ۔ الموافقات ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۳۱ ۔ ۳۳۷

۸ ۔ ایضاً ۔ ج ۳ ۔ ص ۱۹۳ ۔ ۲۰۱

۹ ۔ ایضاً

۱۰ ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الزکوٰة ۔ و کتاب الحیل

۱۱ ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الانبیاء ۔ صحیح مسلم ۔ کتاب المساقاة

۱۲ ۔ شاطبی ۔ الموافقات ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۸۰ ۔ ۳۸۳

۱۳ ۔ مسنداحمد ، مطبوعہ دار صادر ۔ بیروت ۔ تاریخ طباعت درج نہیں ۔ ج ۱ ۔ ص ۳۳۸ ۔ جامع ترمذی ۔ کتاب النکاح

۱۴ ۔ جامع ترمذی ۔ کتاب الاحکام

۱۵ ۔ سنن ابن ماجہ ۔ کتاب الصدقات

۱۶ ۔ مؤطا امام مالک ۔

۱۷ ۔ یہ تمام احادیث امام شاطبی نے الموافقات میں نقل کی ھیں ۔ ملاحظہ ھو ج ۲ ۔ ص ۳۸۰ ۔ ۳۸۳

۱۸ ۔ شاطبی ۔ الموافقات ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۸۵

۱۹ ۔ حسین حامد حسان ۔ اصول الفقہ ۔ المطبعة العالمیہ ۔ قاھرہ ۔ تاریخ طباعت درج نہیں ۔ ص ۳۲۵ ۔ ۳۲۶

۲۰ ۔ سنن ابی داؤد ۔ کتاب الحدود ۔ سنن ابن ماجہ ۔ کتاب الحدود

۲۱ ۔ ایضاً

۲۲ ۔ علی حسب اللہ ۔ اصول التشریع الاسلامی ۔ مطبوعہ دارالمعارف قاھرہ ۔ ۱۳۹۶ ھ ۔ ص ۳۶۰ ۔ ۳۶۳

۲۳ ۔ سنن ابی داؤد ۔ کتاب الادب ۔

۲۴ ۔ ابن القیم نے اس قسم کے جائز و مباح حیلوں کی ۱۱۷ مثالیں نقل کی ھیں ۔ اعلام الموقعین ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۳ ۔ ص ۳۳۷ ۔ ۴۰۵ ۔ ج ۴ ۔ ص ۳ ۔ ۴۷ ۔ نیز ملاحظہ ھو علی حسب اللہ اصول التشریع الاسلامی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ص ۳۶۵ ۔

۲۵ ۔ ابن القیم ۔ اعلام الموقعین ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۳۰ ۔ ۲۳۲ ۔

۲۶ ۔ ایضاً ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۳۱ ۔ ۲۵۶

۲۷ ۔ ابن حجر عسقلانی ۔ فتح الباری ۔ مطبعہ خیریہ ۔ قاھرہ ۔ ۱۳۲۵ ھ ۔ ج ۹ ۔ ص ۲۰۹ ۔ ۳۱۰

۲۸ ۔ سنن ابی داؤد ۔ کتاب البیوع ۔ جامع ترمذی ۔ کتاب البیوع ۔

●●●